جلد ۱۶ | صلح ۱۳۵۴ ہش | شمارہ ۱

جنوری ۱۹۷۵ء

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آل عمران)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

سالانہ بدل اشتراک
پاکستان آٹھ روپے
دیگر ممالک ایک پونڈ

فی پرچہ پچھتر پیسے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

صلح ۱۳۵۴ ہش

محرم ۱۳۹۵ھ ——— جنوری ۱۹۷۵ء

ایڈیٹر

غلام باری سیف

قیمت سالانہ: آٹھ روپے

فی پرچہ: بہتّر پیسے

فہرست مضامین

مبارک ایام، مبارک اجتماع، مبارک لمحات	ایڈیٹر	۳
مسجد کی رونق ۔ ارشاد رسولؐ	"	۸
صبر و استقامت	حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام	۹
تَنَطَّعَتْ عَيْشَهَا وَ الْعَيْشُ تَبَاتٍ (عربی نظم)	" " " "	۱۰
از نور پاک قرآں صبح صفا دمیدہ (فارسی نظم)	" " " "	۱۱
ایمان کی علامات اور اس کے تقاضے	ایڈیٹر	۱۲
ایک جاپانی سے میری ملاقات	"	۱۵
جنگ بدر	"	۱۷
دمشق میں چند لمحات	"	۲۲
تعلیم انعامی	قائد عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ	۲۴
زیارت مدینہ اور تجدید عہد	مکرم مولوی محمد شریف صاحب ربوہ	۲۵
اطمینانِ قلب	مکرم نذیر احمد صاحب خادم از لاکھا روڈ نواب شاہ	۳۰

پبلشر ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ چوہدری محمد ابراہیم صاحب

مطبع ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقام اشاعت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ دفتر ماہنامہ انصار اللہ

دار الصدر جنوبی ربوہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جلد ۱۶ ماہنامہ انصار اللہ ربوہ شمارہ ۱

صلح ۱۳۵۴ ہش

(۱)

مبارک ایام مبارک اجتماع مبارک لمحات

احمدی سال کے آخری مہینوں کا ایک ایک دن گنتے ہیں۔ وہ ان دنوں کے لئے سراپا منتظر رہتے ہیں۔ کتنے مبارک ہوتے ہیں یہ دن، کتنا مبارک ہوتا ہے یہ اجتماع جس کی بنیاد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مبارک ہاتھوں سے رکھی گئی۔ یہ اجتماع خالص دینی اجتماع ہوتا ہے۔ نمناک آنکھوں، دعاؤں کے ماحول میں اس کا آغاز ہوتا ہے۔ دل مسرت سے لبریز۔ زبان ذکرِ الٰہی سے تر۔ پاکیزہ جذبات سے پُر۔ انسانوں کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر اس کلراٹھی زمین میں ابراہیمی طیور کی طرح اترنا شروع ہوتے ہیں۔

ربوہ کا ہر باسی اپنے بھائیوں کے لئے چشم براہ، اپنے مہمانوں کے لئے دیدہ و دل فرشِ راہ کئے ہوتا ہے۔ اپنے نہیں مسیح موعودؑ کے یہ مہمان ہوتے ہیں۔ بے شک وہ اپنے عزیز و اقارب ہوتے ہیں لیکن وہ تو دل کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے آتے ہیں۔ وہ تو عشق و وفا کی نفیری پر رقص کرتے ہوئے آتے ہیں۔ پاکستان کے دور دراز سے پورے پورے کنبہ کے ساتھ آتے ہیں۔ نہ جانے غریب کب سے پیسہ پیسہ اس غرض کے لئے جمع کرتے ہیں۔ سفر کی کوفت اور کلفت اس سرزمین پر قدم رکھتے ہی اور اپنے پیارے امام کی پہلی جھلک سے ہی دُور ہو جاتی ہے۔ اور پھر تین دن آنکھ جھپکتے ہی ختم ہو جاتے ہیں۔

مسجد مبارک میں باجماعت تہجد اور مسنون دعائیں رات کے آخری حصہ میں جب ربوہ کی فضائیں بلند ہوتی ہیں تو مردو زن اپنے مولائے حقیقی کے حضور دست بدعا ہو جاتے ہیں۔ وہ اس مالک حقیقی کو پکارتے ہیں جس کے متعلق رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جب رات کی دو تہائی گذر جاتی ہے تو اللہ تبارک و تعالیٰ نچلے آسمان پر آجاتا ہے اور فرماتا ہے کوئی ہے جو

مجھ سے مانگتے رہیں اس کی مرادیں پوری کردں۔ حدیث میں آیا ہے وہ باحیا سخی پھر سوالی کو واپس نہیں کرتا۔

بیرون ممالک سے اس سال پچھلے سالوں سے زیادہ مندوبین تشریف لائے تھے۔ جنوبی امریکہ سے جامعہ کے ایک طالب علم قریباً پندرہ سال بعد ربوہ آئے وہ ربوہ کے در و دیوار کو دیکھتے اس کی سڑکوں پر قدم زن ہوئے تو کہنے لگے مجھے یوں معلوم ہوتا ہے جیسے میں کوئی خواب دیکھ رہا ہوں۔ پندرہ سال پہلے ہم کچے کمروں میں رہتے تھے۔ چھتوں پر سرکنڈا تھا جس میں سے ہر وقت بستروں پر مٹی گرتی رہتی۔ آج کیسی کیسی خوبصورت عمارتیں بن چکی ہیں سڑکیں پختہ ہو گئی ہیں۔

امریکہ سے آنے والے دوست تو جونہی امام وقت کو دیکھتے وہ اپنے موویٰ کیمرے سنبھال لیتے اور ہر ایک کی خواہش ہوتی کہ اپنے دل کے علاوہ اپنے کیمرہ میں بھی ان یادوں کو محفوظ کر لے۔

جاپان سے ایک آنے والے دوست جو ہمارے محلہ میں ہی ٹھہرے ہوئے تھے اپنے ایک دوست کو کہنے لگے میرے وہم اور تصور میں بھی نہیں آسکتا تھا کہ لاکھوں کا مجمع ہو اور آسمان سے بارش ہو رہی ہو۔ لیکن کوئی شور نہ ہو اور کوئی آدمی نہ ہلے۔ اس کا اشارہ حضور کی اُس آخری دن کی تقریر کی طرف تھا۔ اس کے دوست اسے چند دن پنڈی بھی لے گئے۔ وہ کہنے لگا مجھے واپس ربوہ لے چلو۔

مسائل ہمارے متعلق بہت غلط فہمیاں پھیلائی گئی تھیں۔ اس لئے غیر از جماعت احباب میں جستجو بھی بہت تھی کہ اپنی آنکھوں سے دیکھیں اور کانوں سے سنیں ان کے عقائد کیا ہیں۔ اس لئے باوجود سواریوں کی روک کے احباب کثرت سے آئے جس طرح ہو سکا وہ پہنچے۔ میرے ایک عزیز اہم کام نے بتایا کہ کراچی سے ہمارے ڈبہ میں اتنا رش تھا کہ جہاں کوئی بیٹھ گیا۔ پھر وہاں سے کوئی اٹھ نہ سکا۔ عمر بھر میں ایسا رش نہ دیکھا تھا۔ ایک میرے دوست نے بتلایا کہ میں جا رہا تھا دو غیر از جماعت دوست یہ باتیں کرتے جاتے تھے۔ "بھئی سنا کچھ اور تھا یہاں آکر دیکھا تو بات کچھ اور ہے" اللہ تعالےٰ نے مقررین کے الفاظ میں برکت دی۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ کا ہر لفظ شہد میں ڈوبا ہوا دل میں اتر جانے والا۔ ایمان افروز کہ غیر از جماعت احباب کی آنکھیں پُرنم تھیں۔

دو دوست بڑی بڑی مونچھوں والے راستے کے اُس طرف جا رہے تھے جو صرف عورتوں کے لئے مخصوص تھا دو چھوٹے چھوٹے بچے آئے۔ عرض کیا یہ راستہ عورتوں کے لئے مخصوص ہے۔ مرد اُس طرف چلتے ہیں۔ وہ غیر از جماعت دوست کہنے لگے۔ ہم سے فلاں علاقہ میں کوئی بڑا بدمعاش بھی یہ جرأت نہیں کر سکتا۔ یہاں دیکھو یہ چھوٹے چھوٹے بچے بھی ہمیں سکھاتے ہیں۔

جماعت کی خاموش تنظیم اور جذبۂ اطاعت کو دیکھ کر بھی احباب انگشت بدنداں تھے کہ کیا یہ لوگ اسی ملک کے ہیں۔ جہاں راستے صاف کرنے کے لئے۔ گیٹ خالی کروانے کے لئے لاٹھی چارج کرنا پڑتا ہے لیکن یہاں ایک اشارہ یا ایک آواز ہی کافی ہے۔

جلسہ کے مقدس ماحول کا ایک واقعہ اور بھی سنا۔ ایک غیر از جماعت دوست جلسہ میں آئے ہوئے تھے انہیں سگریٹ کی عادت تھی۔ انہوں نے سگریٹ پینے کا ارادہ کیا۔ لیکن دیکھا کہ سارے جلسہ میں کوئی سگریٹ نہیں پیتا تو سگریٹ کو جیب میں رکھ لیا۔

لاکھوں کا پُر شکوہ سٹیڈیم کی طرز کا جلسہ۔ لیکن نہ حکومت کے خلاف تقریر۔ نہ کسی کی دل آزاری۔ نہ کسی کو گالی۔ نہ کسی کے خلاف طنز و طعن سے بھرپور فقرے۔ اسلام کی تعلیم پر ایسا عمل۔ کیا خوب کہا مولوی غلام رسول صاحب نے پنجابی کی زبان میں ؎

مسجد ڈھادے مندر ڈھادے ڈھادے جو کچھ ڈھیندا اے
اک بندے دا دل نہ ڈھاویں ربّ اودے وچ رہندا اے

ہمیں غلام محمدؐ حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام بانیٔ سلسلہ کی یہی تعلیم ہے ؎

گالیاں سن کے دعا دو پاکے دُکھ آرام دو

اور اس پر عمل کرتے ہی ہم شرفا کے دل جیت سکتے ہیں۔

امسال جلسہ سالانہ کے ساتھ عید الاضحیہ بھی ملحق تھی اس لئے رونق اور خوشی دوبالا ہوگئی۔ ابراہیمی پرندے آئے اور روحانی غذا حاصل کرکے پھر اپنے اپنے نشیمن کی طرف روانہ ہوگئے۔ آپ کے آنے سے اہلِ ربوہ مسرور تھے اور آپ کے جانے کے بعد دل اداس ہیں۔ آنے والو! تمہارے نشیمن ہر زمینی و آسمانی آفت سے محفوظ رہیں۔ تمہاری پروازیں برکت ہو۔ ہم پھر ایک سال ان دنوں کو گنتے رہیں گے۔

اِن پُر آشوب ایّام میں ایسے کامیاب جلسہ پر دل خدا کی حمد سے لبریز ہیں۔ کتنی افواہیں اڑائی گئیں۔ کہ پروانے شمع کے گرد اکٹھے نہ ہوں لیکن شمع روشن ہوتے ہی پروانے آپہنچے۔ اللہ ان کی خیر ان کے اہل و عیال کی خیر۔

(۲)

زبانِ حال

جب سیدنا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تو مشرکین کی چیرہ دستی سے آپ بھی محفوظ نہ رہ سکے۔ اور نوبت بایں رسید کہ آپ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے اجازت چاہی کہ یہاں مکہ سے کہیں اور چلا جاؤں۔ چنانچہ حضور سے اجازت لے کر آپ مکہ سے ایک دو دن کے فاصلہ پر جاچکے تھے کہ ایک مشرک سردار ابن الدغنّہ نامی راستہ میں ملا۔ اس نے پوچھا کہاں کا ارادہ ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سارا واقعہ سنایا تو ابن الدغنّہ کہنے لگا۔ ابوبکر قوم نے تیرا قافیہ تنگ کیا ہے۔

لتزین العشیرة و تعین علی النوائب و تفعل المعروف و تکسب المعدوم

(ابن ہشام جزاوّل صفحہ ۲۵۱)

آپ قبیلہ کے لئے باعث فخر۔ مصیبت زدوں کے کام آنے والے نیک اعمال آپ سے سرزد ہوتے ہیں۔ جو اخلاق دنیا سے ناپید ہیں وہ آپ سے ظہور میں آتے ہیں۔ آپ میرے ساتھ چلیں۔ میں آپ کو امان دیتا ہوں۔ اور دیکھوں گا کون آپ کے آڑے آتا ہے۔

وہ سیدنا حضرت ابوبکرؓ کو واپس ساتھ لے آیا۔ آپ اپنے گھر سے ملحق چبوترے پر نماز پڑھتے اور قرآن کی تلاوت کرتے تو مجسّم رقّت ہوتے۔ ایسا گداز ہوتا کہ راہ چلتے لوگ رک جاتے۔ اور متاثر ہوئے بغیر نہ رہتے۔ کفار پھر اکٹھے ہو کر ابن الدغنہؓ کے پاس آئے۔ کہ یہ آپ نے کیا ظلم کیا ابوبکر کو ساتھ لے آئے۔ وہ تو نماز پڑھتا ہے قرآن تلاوت کرتا ہے۔ تو اس کی ایسی حالت ہوتی ہے کہ ہمارے بچے عورتیں اور کمزور لوگ فتنہ میں پڑ رہے ہیں۔

انّہ رجلٌ اذا صلّی وقرء ما جاء بہ محمدٌ یرق ویبکی وکانت لہ ھیئۃ ونحوٌ نحن نتخوّف علی صبیاننا ونسائنا وضعفتنا ان یفتنھم۔

(ابن ھشام جزاوّل صفحہ ۲۵۱)

جب ایمان دل میں اتر جائے۔ خدا کو حاضر و ناظر سمجھا جائے۔ اللہ اور اس کے رسول سے محبت ہو۔ تو یہ کیفیت نصیب ہوتی ہے۔ اور جب دل کی غمازی اشک کریں۔ زبان کی بجائے حرکات و سکنات عشق کی گواہی دیں تو پھر اثر کو کون روک سکتا ہے جب عمل اظہار کرے تو زبان ہلانے کی کیا ضرورت۔

اے کاش ہر احمدی ہر انصار کی یہ کیفیت ہو جائے۔ یہ رقت ذکر الٰہی اور تلاوت کے وقت نصیب ہو جاوے۔ یہ زبان حال ہمیں نصیب ہو جائے۔ ہر اعتراض کا کافی جواب یہ حالت ہی ہوگی۔ خدا کا فضل بھی اسی طریق سے جذب ہو سکتا ہے۔ اور اس سے بڑی دلیل آپ کے مسلمان ہونے کی کیا ہو سکتی ہے۔ اگر آپ کے دل کی کیفیت کا اظہار آنکھیں کریں۔ تو پھر ان کے دل کی بات بھی زبان پر آنے سے نہ رک سکے گی۔

(۴)

آفتِ سماوی

علاقہ سوات کے زلزلے سے ہر آنکھ اشکبار ہے اور دل فگار۔ اس قیامت خیز سردی میں مصائب زدگان کھلے آسمان تلے اپنے اعزّہ کا سوگ کر رہے ہیں۔ کتنی ماؤں کی گودیں اجڑ گئیں۔ کتنی بہنیں بھائیوں کی لاشوں پر نوحہ کناں ہیں۔ کتنی عورتوں کے سہاگ اُجڑ گئے۔ کتنے بچے یتیم ہو گئے۔ حدیث ہے الخلق عیال اللّٰہ۔ مخلوق خدا کی عیال ہے۔ ہر احمدی اپنے ان بھائیوں کی تکلیف کو اپنی تکلیف سمجھتا ہے۔ آج کی اخبار سے معلوم ہوا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ نے جماعت کی طرف سے پہلی امداد تیس ہزار روپیہ کی بھجوائی۔ ہر دردمند دل اس تکلیف کو محسوس کرتا ہے۔ اللہ تعالےٰ ہمارے وطن اور اس کے رہنے والوں کو ہر آفت سے محفوظ رکھے۔ وہ ارحم الراحمین زخمی دلوں کے زخم اپنی رحمت اور فضل سے مندمل فرمائے۔ ہمیں دامے درمے سخنے اس مصیبت میں مصیبت زدہ بھائیوں کی امداد کرنی چاہیئے۔ حدیث میں آیا ہے کہ جو اپنے مسلمان بھائی کی تکلیف کو دور کرتا ہے۔ اللہ تعالےٰ اسے

تکالیف سے نجات دیتا ہے۔

(۴)

ایک تباہ حال خاندان کی بچی

چچا جان! السلام علیکم، وعلیکم السلام۔ بچی تم کون ہو۔ بچی نے کہا چچا جان! میں فلاں شخص کی بچی ہوں جو آپ کے پڑوس میں رہ کر گئے ہیں۔ اب وہ پاکستان کے ایک ضلع کے صدر مقام میں رہتے ہیں۔ جہاں پچھلے سال ہمارے خلاف فسادات عروج پر رہے۔ میں نے پوچھا بیٹی تم پر کیا بیتی۔ کہنے لگی چچا جان دکان جلا دی کچھ بھی باقی نہیں بچا۔ دوکان کو آگ لگانے والے یہ کہہ رہے تھے۔ بازار کو پاک کر دو۔ اس بچی کا والد محنتی اور غریب طبیعت تھا۔ ۴۰، ۵۰ ہزار سے کم نقصان نہیں ہوا۔ میں نے پوچھا بیٹی اب گزارہ کی کیا صورت ہے؟ بچی نے کہا والد درزیوں کا کام بھی جانتے تھے۔ اب گھر میں مشین رکھ کر کام کر لیتے ہیں اور بچوں کا پیٹ پالتے ہیں اور جو لوگ کپڑے سلانے آتے ہیں۔ ان کو ہم کہتے ہیں۔ کیا اب ہم سے کپڑے سلاتے وقت تمہارے کپڑے پلید نہیں ہوتے جو اس وقت بازار صاف کر رہے تھے۔ بچی نے بتلایا اب باصرار وہ دعوتوں پر بلاتے ہیں۔ ہم انکار بھی کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ تم سے دوسرے لوگ ناراض ہو جائیں گے۔ لیکن وہ باصرار شادی بیاہ پر بلاتے ہیں۔ بجا فرمایا تھا امام جماعت نے ہمارے ملک کی اکثریت شریف ہے۔ بچی نے بتلایا کہ جب ہماری دوکان کو آگ لگائی گئی۔ میرا چھوٹا بھائی گیا سب کچھ دیکھ آیا۔ اس کے بعد میرے ابا اور بھائی بازار میں جاتے۔ صاف اور سفید کپڑے پہن کر باہر نکلتے۔ ایک خاص جماعت کا لیڈر کہنے لگا تمہیں ڈر نہیں لگتا۔ ابا نے جواب دیا خدا تعالےٰ کے ہیں کس کا ڈر۔ بچی کہنے لگی۔ پھر ہم نے ابا کو ایک نیا جوڑا تیار کر دیا جو بڑھیا کپڑے کا تھا وہ پہن کر باہر نکلے۔ تو لوگ ہاتھ لگا لگا کر دیکھتے کہ یہ فلاں قسم کا کپڑا ہے؟ اور بخدا یہ بچی ہنس ہنس کر باتیں کرتی رہی۔ اس کی آنکھیں نمناک نہ تھیں۔ وہ غریب محنتی باپ کی بچی مسکراتی رہی۔

آفرین ہے اس باپ پر، اس تعلیم پر، اس تربیت پر جس نے مصائب میں مسکرانا سکھایا۔ کیا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن کے یہی معنے نہیں؟

گردوں نے گھڑی عمر کی اک اور گھٹا دی۔ عمر عزیز کا ایک سال اور گزر گیا۔ ہر دن جو طلوع ہوتا ہے اور سورج جو ڈوبتا ہے۔ ہمیں اپنی منزل آخرت کے قریب کرتا ہے۔ کیا کبھی سوچا کہ اس بیتی سے ہم نے کیا تیاری کی۔ ارشاد رسول ہے کہ محاسبہ سے پہلے خود اپنا محاسبہ کرو۔ اخبار میں سالِ نو کی آمد پر دادِ عیش دینے والوں کا پڑھ کر ایک عربی شعر یاد آ گیا

تبشر فی الھلال بنقص عمری ۔۔ و افرح کلما حلّ الھلال

ما اٰتاکم الرسول فخذوہ

مسجد کی رونق

عن ابی سعیدٍ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا رایتم الرجُلَ یعتاد المسجد فاشھدوا لہ بالایمان قال اللہ تعالیٰ انما یعمر مساجد اللہ من اٰمن باللہِ والیوم الاٰخر (ترمذی ابواب التفسیر تفسیر سورۃ توبہ)

ترجمہ:- حضرت ابوسعیدؓ راوی ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم ایسے شخص کو دیکھو جو مسجد کا عادی ہے تو اس شخص کے ایمان کی گواہی دو کہ اللہ تبارک وتعالےٰ فرماتا ہے۔ اللہ کی مسجدوں کو وہی آباد کرتا ہے جو اللہ پر ایمان لاتے اور آخری دن پر۔

یعتاد کے معنے ہیں بار بار آنا جانا عادت بنا لینا۔ یعنی مسجد سے اس کا دل اٹکا ہو۔ وہ نماز کا عادی ہو۔ جیسے ایک دوسری حدیث میں آتا ہے۔ قیامت کے دن سات آدمیوں پر خدا کا سایہ ہوگا۔ ان سات میں سے ایک وہ ہے جو قلبہ معلّقٌ بالمسجد جس کا دل مسجد سے معلق ہو۔ دل وہیں اٹکا ہوا ہے۔ کب اذان ہو اور وہ مسجد جائے۔ یا اس کے علاوہ بھی وہ مسجد میں نوافل اور ذکر الٰہی کے لئے بیٹھا رہتا ہے۔ جیسے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے والد مرزا غلام مرتضیٰ صاحب سے جب کسی نے پوچھا کہ آپ کا لڑکا غلام احمد کہاں ہے۔ تو انہوں نے کہا کسی صف میں لپٹا ہوگا یا لوٹے کی ٹونٹی میں اور آپکا نام "مسیتڑ" یعنی مسجد سے معلق بھی پڑ گیا تھا۔ یہ حدیث بتاتی ہے کہ مومن نماز باجماعت کا اہتمام کرتا ہے اور نماز باجماعت کا عادی وہی ہوسکے گا۔ جس کے دل میں خدا کا خوف ہو۔ اور اسے آخرت کا یقین ہو۔ یہ حقیقی ایمان نماز باجماعت سے نصیب ہوتا ہے۔ اور جسے یہ نصیب ہو۔ وہ مسجد سے شغف رکھے گا۔ اس کے علاوہ مسجد کی صفائی کا اور محبت اور اس کی خدمت کا مفہوم بھی اس میں شامل ہے۔ قادیان کی مسجد اقصےٰ کے مؤذن بھائی سراج دین صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ہمارے سلسلہ کے بزرگ ہمارے استاد عاشق رسول وحدیث رسول حضرت میر محمد اسحٰق صاحبؓ کئی دفعہ مسجد اقصےٰ میں جھاڑو دیا کرتے تھے۔ اور پہلے کہہ دیتے بھائی سراج دین جھاڑو دو تین منگوا رکھنا۔

جب تک مسلمان نمازی تھا۔ وہ نماز پڑھتا تھا جس کے متعلق کہا گیا ہے۔ ان الصلوٰۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر کہ نماز بے حیائیوں اور بدیوں سے روکتی ہے۔ وہ رشوت حرام خوری اور بدنظری سے بچتا تھا۔ لیکن جب سے وہ تارکِ صلوٰۃ ہوا ہر حرام اس کے لئے حلال ہوا۔ اللہ تعالےٰ ہم میں سے ہر شخص کو نماز باجماعت کا عادی اور مسجد کا [illegible] بنائے۔

(کلام امام آخر الزمان علیہ السلام)

صبر و استقامت

"میں اپنے نفس پر اتنا قابو رکھتا ہوں اور خدا تعالیٰ نے میرے نفس کو ایسا مسلمان بنایا ہے کہ اگر کوئی شخص ایک سال بھر میرے سامنے میرے نفس کو گندی سے گندی گالی دیتا رہے آخر وہی شرمندہ ہوگا۔ اور اسے اقرار کرنا پڑے گا کہ وہ میرے پاؤں جگہ سے نہ اکھاڑ سکا۔"

(ملفوظات جلد اوّل ص۴۵۶)

"سو جو لوگ بے صبری کرتے ہیں وہ شیطان کے قبضہ میں آجاتے ہیں۔ سو متقی کو بے صبری کے ساتھ بھی جنگ ہے۔ ... سو متقی کی نشانی استقامت ہے۔ جیسے کہ فرمایا إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا ... کامیابی استقامت پر موقوف ہے۔" (ملفوظات جلد اوّل ص۲۵)

"خدا کی راہ میں سختی کا برداشت کرنا، مصائب اور مشکلات کے لئے ہمہ تن تیار ہو جانا ایمانی تحریک ہی سے ہوتا ہے۔ ایمان ایک قوت ہے، جو سچی شجاعت اور ہمت انسان کو عطا کرتا ہے۔ اس کا نمونہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زندگی میں نظر آتا ہے۔ ... ایمان کی بدولت وہ جماعت صحابہ کی نہ تھکی اور نہ ماندہ ہوئی۔ بلکہ قوت ایمانی کی تحریک سے بڑے بڑے عظیم الشان کام کر دکھلائے اور پھر بھی کہا تو یہی کہا کہ جو حق کرنے کا تھا نہیں کیا۔ ایمان نے ان کو وہ قوت عطا کی کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں سر کا دینا اور جانوں کا قربان کر دینا ایک ادنیٰ سی بات تھی۔" (ملفوظات جلد دوم ص۵۱/۱۵۲)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عربی منظوم کلام

أَتَطْلُبُ عَيْشَهَا وَالْعَيْشُ فَانِیْ

(کہ تو اس دنیا کی زندگی کا متلاشی ہے حالانکہ وہ فانی زندگی ہے)

أَتَخْطُبُ عِزَّةَ الدُّنْيَا الدَّنِيَّةَ   أَتَطْلُبُ عَيْشَهَا وَالْعَيْشُ فَانِیْ

کیا تو اس ناکارہ دنیا کی عزت کا طالب ہے۔   کہ تو دنیا کی زندگی کا طالب ہے حالانکہ یہ زندگی فانی ہے

أَتَرْضٰى يَا أَخِیْ بِالْخَانِ حُمْقًا   وَتَنْسٰى وَقْتَ تَبْدِيْلِ الْمَكَانِ

اے بھائی کیا حماقت کی وجہ سے تو سرائے پر رہنے پر راضی ہوگیا ہے۔ اور نقل مکانی کے وقت کو بھول گیا ہے۔

عَلٰى بُسْتَانِ هٰذَا الدَّهْرِ فَاسٌ   فَكَمْ شَجَرٍ يُجَاحُ مِنَ الدِّهَانِ

اس دنیا کے باغ پر تبر رکھا ہوا ہے۔   بہت سے درخت جڑ سے اکھاڑے جا رہے ہیں

وَكَمْ عُنُقٍ تُكَسِّرُهَا الْمَنَايَا   وَكَمْ شَجَرٍ يُجَاحُ مِنَ الْبَنَانِ

اور موتیں بہت سی گردنوں کو توڑ رہی ہیں۔   اور بہت ہتھیلیاں اور بہت سی خوبصورت پوریں ٹوٹی چلی جاتی ہیں

تَرٰى فِیْ سَاعَةٍ سُرُرًا لِرَجُلٍ   وَفِی الْأُخْرٰى تَرَاهُ عَلَى الْإِرَانِ

اور تو یہ تماشہ دیکھ رہا ہے کہ ایک گھڑی ایک شخص کے لئے کئی تخت بچھے ہوئے ہوتے ہیں اور پھر دوسری گھڑی وہ ہی تابوت پر پڑا ہوتا ہے۔

اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ دنیا کا عیش اور دنیا فانی ہے۔ اصل اور حقیقی زندگی آخرت کی زندگی ہے۔ اور یہ بھی حقیقت ہے کہ ادنیٰ کو اعلیٰ کے لئے قربان کیا جاتا ہے۔ مجاز کی خاطر حقیقت کو ترک نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن اسلام پر اور مصیبتوں کے علاوہ یہ مصیبت بھی آئی کہ ہم حقیقی زندگی سے غافل ہو گئے۔ اور اپنی تمام توجہات دنیا پر مرکوز کر دیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ خدا کے برگزیدہ رسول خاتم النبیین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ مسلمانو! تمہارے سامنے دنیا ظاہر ہوگی۔ پھیلائی جائے گی۔ پھر تم اس کو لینے کے لئے ایک دوسرے سے آگے بڑھو گے۔ پھر وہ تمہیں بھی اسی طرح ہلاک کر دے گی۔ جیسے اس نے پہلوں کو ہلاک کیا۔

اے کاش ہم اصل زندگی کی طرف توجہ کریں۔ دنیا پر مرمٹنے اور جھکنے کی بجائے آخرت کی طرف نگاہ رکھیں۔ اس بے ثبات دنیا نے کس سے وفا کی کہ ہم سے کرے گی؟

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم فارسی کلام

از نورِ پاکِ قرآں صبحِ صفا دمیدہ

(قرآن کے پاک نور سے روشن صبح نمودار ہوگئی۔)

از نورِ پاکِ قرآں صبحِ صفا دمیدہ — بر غنچہ ہائے دلہا بادِ صبا وزیدہ

قرآن کے پاک نور سے روشن صبح نمودار ہوگئی۔ اور دل کی کلیوں پر بادِ صبا چلنے لگی۔

ایں روشنی و لمعاں شمس الضحیٰ ندارد — ویں دلبری و خوبی کس در قمر ندیدہ

ایسی روشنی اور چمک تو چاشت کے سورج میں بھی نہیں اور ایسی کشش اور حُسن تو کسی چاند میں بھی نہیں۔

از مشرقِ معانی صدہا دقائق آورد — قدِّ ہلال نازک زاں نازکی خمیدہ

حقائق کے منبع سے یہ سینکڑوں باریکیاں اپنے ساتھ لایا ہے۔ نازک ہلال کی کمر ان حقائق کی باریکیوں کو دیکھ کر جھک گئی ہے

کیفیتِ علومش دانی چہ شان دارد — شہدیست آسمانی از وحیِ حق چکیدہ

اسکے علوم کی حقیقت کی تجھے خبر بھی ہے کہ کس شان کی ہے۔ وہ تو ایک آسمانی شہد ہے جو خدا کی وحی نے ٹپکایا ہے

قرآن کی تعریف میں یہ اشعار حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے فرمائے ہیں۔ ہر اہلِ دل سے ہماری گزارش ہے وہ دل پہ ہاتھ رکھ کر خدا کو شاہد ٹھہرا کر بتلائے کہ کیا ایسا کلام کسی ایسے دل سے صادر ہوسکتا ہے جو قرآنِ پاک کا عاشق نہ ہو۔ کیا یہ اشعار اس امر کی دلیل نہیں کہ اس شخص کا دل قرآنِ پاک کی محبت کے سمندر میں ڈوبا ہوا تھا۔ اسے قرآن کے حُسنِ معنوی پہ مطلع کیا گیا تھا۔ قرآن اس کے روح کی غذا تھی وہ قرآن کا عاشق تھا۔ اسی لئے تو آپ نے فرمایا اور اس شعر کو لے کر مخالف مولوی بھی پڑھا کرتے ہیں۔ ؎

جمال و حُسنِ قرآں نورِ جانِ ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اَوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

اور قرآنِ پاک کے ہی بارہ میں فرماتے ہیں ؎

دل میں یہی ہے ہردم تیرا صحیفہ چُوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے۔

ایمان کی علامات اور اس کے تقاضے

از ایڈیٹر

(۴۳)

مومن کو رزق کریم عطا ہوتا ہے

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ۚ لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝ (الانفال آیت ۵)

ترجمہ: جو سچے مومن ہیں ان کے رب کے پاس ان کے بڑے بڑے مدارج ہیں اور بخشش کا سامان اور معزز رزق ہے۔

بعض لوگ پیٹ بھرنے کے لئے ایسے پیشے اختیار کرتے ہیں جو معزز پیشے نہیں مثلاً کنجری۔ دلالی سانڈ کی کمائی کھانا۔ یہ رزق کریم نہیں۔ خدا مومن کو رزقِ کریم دیتا ہے۔ اسے اپنی مغفرت کی چادر میں لپیٹتا ہے غیر مومن کو مغفرت باری نصیب نہیں ہوتی۔ یہ نعمتیں ایمان کے ہی نتیجہ میں ملتی ہیں۔ حلال رزق اور عزت سے مل جانے والا رزق ان کے لئے خدائی عطیہ اور انعام ہے۔

(۴۴)

مومن جنگ میں پشت نہیں پھیرتا

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَ ۝ (الانفال آیت ۱۶)

ترجمہ: اے ایمان والو جب کفار سے تمہارے لشکر کا مقابلہ ہو تو کبھی پیٹھ نہ دکھانا

مومن جنگ کا خواہاں نہیں اسے تو دفاع میں مجبوراً لڑنا پڑتا ہے۔ لیکن جب مقابلہ پر ہو آمنا سامنا ہو جائے۔ تو پھر ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ وہ ہر حالت میں سینہ سپر رہے۔ پیٹھ دکھانا اس کے ایمان کے منافی ہے۔ دوسری جگہ فرمایا۔

وَمَنْ يُوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهُ إِلَّا مُتَحَرِّفًا لِقِتَالٍ أَوْ مُتَحَيِّزًا إِلَىٰ فِئَةٍ فَقَدْ بَاءَ بِغَضَبٍ مِنَ اللَّهِ۔

کہ جو جنگ میں پشت پھیرے گا اس کا ٹھکانا جہنم ہوگا۔ اور اسے خدا تعالےٰ کی رضا نصیب نہ ہوگی۔ جنگِ حنین میں ایسا وقت بھی آیا کہ میدانِ جنگ میں اکیلا خدا کا رسول تھا۔ یا حضرت عباسؓ جو آپ کی خچر کی باگ تھامے تھے۔ اور خدا کے برگزیدہ رسول خچر کو ایڑ لگاتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے اور فرماتے تھے میں خدا کا رسول ہوں جھوٹا نہیں ہوں۔

(۴۵)

مومن خدا اور اس کے رسول کی سنتا اور اطاعت کرتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَأَنْتُمْ تَسْمَعُونَ ۞ (الانفال آیت ۲۱)

ترجمہ:۔ اے ایماندارو! اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور اس کی سنتے ہوئے اس سے منہ نہ پھیرو۔

مومن اللہ اور اس کے رسول کی بات پر کان دھرتا ہے۔ وہ ان کی ہی سنتا ہے۔ اس کی توجہات اور فرمانبرداری کا مرکز خدا اور اس کا رسول ہوتے ہیں اور وہ کبھی ان سے منہ نہیں موڑتا۔ وہ عرش والے کی اور عرش سے پیغام لانے والے کی سنتا ہے۔ اور ایک کان سے سن کر دوسرے سے نکالتا نہیں بلکہ اس پیغام کو دل میں جگہ دیتا ہے۔

(۴۶)

مومن نئی زندگی پاتے ہیں

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ

لِمَا يُحْيِيكُمْ ۝ (الانفال آیت ۲۵)

ترجمہ :- اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کی بات کو سنو۔ جبکہ وہ تم کو زندہ کرنے کے لئے پکارے۔

خدا کے رسول نئی زندگی قوم کو عطا کرتے ہیں۔ ان کے ذریعہ مردہ رگوں میں زندگی کا خون گردش کرتا ہے وہ روحانی مُردوں کو پھر سے حیات نو بخشتے ہیں۔ لیکن یہ زندگی ان کو ہی ملتی ہے جو ان کی آواز کو سنتے ہیں۔ اس پر کان دھرتے ہیں۔ وہ روحانی مُردوں کو زندگی عطا کرتے ہیں۔ ان کی تعلیم آبِ حیات ہوتی ہے لیکن آبِ حیات بھی اسے زندگی بخشتا ہے جو اس کے قطرات منہ میں ٹپکاتا ہے۔

مجالس انصار اللہ

ماہانہ رپورٹ کارگزاری باقاعدگی کے ساتھ بھجوائیں

انصار اللہ کی ماہانہ رپورٹ کارگزاری باقاعدگی کے ساتھ مرکز میں بھجوانی بہت ضروری ہے۔ کیونکہ اس کے بغیر مرکز کو انصار اللہ کے بارے میں مجالس کی مساعی کا علم نہیں ہو سکتا۔ جو مجالس ایسا نہیں کرتیں۔ ان کی خدمت میں درخواست ہے کہ مستقل طور پر ایسا انتظام کریں کہ ہر ماہ باقاعدگی کے ساتھ بروقت ان کی رپورٹیں مرکز میں پہنچتی رہیں۔ ماہ جنوری کی رپورٹیں زیادہ سے زیادہ ۱۰ فروری تک پہنچ جانی چاہئیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

اگر آپ نے اس وقت تک ماہ دسمبر کی رپورٹ نہیں بھجوائی تو جلد بھجوا دیں۔

(قائد عمومی انصار اللہ مرکزیہ)

رسالہ انصار اللہ توسیع اشاعت کے لئے آپ کے تعاون کا محتاج ہے

ایک جاپانی سے میری ملاقات

ایڈیٹر

جلسہ سالانہ سے قبل گھر کے سامنے کھڑا تھا کہ عینک لگائے ایک جاپانی نوجوان گرد سے بچتا، سنبھل سنبھل کر پاؤں رکھتا میرے پاس سے گزرا۔ محلہ فیکٹری ایریا میں کچھ یوں بھی ریت زیادہ ہے۔ کچھ وہ لوگ صفائی اور نفاست کے عادی۔ میں سن چکا تھا کہ ایک جاپانی نوجوان امسال جلسہ سالانہ پر آ رہے ہیں۔ جلسہ کے بعد میں نے اس جاپانی نوجوان کے میزبان سے کہا۔ مجھے آپ کے مہمان جاپانی دوست سے ملنا ہے اور آج گیارہ بجے یہ نوجوان اپنے جاپانی مہمان کو لے کر آ گئے۔ حسنِ اتفاق سے کچھ دیر پہلے مولانا محمد شریف صاحب مبلغ بلاد عربیہ و افریقہ، جناب محترم نسیم سیفی صاحب اور مولانا محمد صدیق صاحب انچارج خلافت لائبریری بھی تشریف لے آئے تھے۔ گیارہ بجے دروازہ پر دستک ہوئی۔ میں باہر نکلا۔ جاپانی دوست مبارک احمد صاحب کے ساتھ تھے۔ جاپانی دوست نے السلام علیکم کہا اور معانقہ کے لئے آگے بڑھے۔ میں نے وعلیکم السلام کہا اور اپنے معزز مہمان سے معانقہ کیا۔ بیٹھک کا دروازہ کھولا اور معزز مہمان کو تشریف لانے کے لئے کہا۔ تعارف کے بعد سلسلہ گفتگو شروع ہوا۔ خوش آمدید اور خیریت دریافت کرنے کے بعد معلوم ہوا کہ معزز مہمان کا نام "توکی توری اموری" ہے۔ موری اس کا خاندانی نام ہے۔ جو خاندان موریہ کی طرف نسبت ہے۔ ۲۳ سالہ نوجوان ٹوکیو میں ایک ہینڈی کرافٹ سٹور کا منیجر تھا۔ وہ "کاگوشیما" کا رہنے والا ہے۔ جو ساحل سمندر پر تین لاکھ کی آبادی کا شہر ہے۔ اب اس کا ارادہ وہاں ہوٹل کھولنے کا ہے۔ وہ پاکستانی کھانوں سے متعارف ہونا چاہتا ہے۔ انہوں نے بتلایا کہ جاپانی کھانے کے بارہ میں یہ پسند کرتے ہیں کہ آج اگر اطالوی طرز کا کھانا کھایا ہے تو کل فرانسیسی کھانا کھایا جائے اور اگلے دن چینی کھانا۔ اس نے کہا کہ اس کے شہر میں آتے ہوئے دو میل ریل سمندر کے نیچے سے آتی ہے۔ کاگوشیما ٹوکیو سے تیرہ سو میل کے قریب ہے۔ جبکہ ہیروشیما سے یہ شہر سات سو میل کے قریب ہے۔

میں نے ربوہ اور جلسہ سالانہ کے متعلق ان کے تاثرات جاننے چاہے تو انہوں نے بتلایا کہ مجھے ربوہ کے دو نوجوانوں کو ٹوکیو میں دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ یہ میرے سٹور میں کام کرتے تھے۔ میں نے دیکھا کہ نہ یہ شراب پیتے ہیں نہ سگریٹ نہ کسی اور لغویت کا شکار ہیں۔ اس چیز نے مجھے سب سے پہلے متاثر کیا۔ اور یہاں آکر دیکھا تو مجھے ہر شخص ایسا ہی نظر آیا۔ اس نے کہا کراچی آکر میں نے محسوس کیا کہ ہر شخص مجھے لوٹنا چاہتا ہے۔ گاڑی میں سوار ہوا تو مجھے کوئی تنظیم کوئی تمیز نظر نہ آئی۔ یہاں آکر میں نے دیکھا تو ہر شخص کو عجیب دل کا مالک پایا۔ یہ تنظیم دیکھ کر بڑا متعجب ہوا۔ اور انہوں نے دو واقعات کا ذکر کیا۔ ایک یہ کہ ڈیڑھ لاکھ کا مجمع ہو۔ بارش شروع ہو جائے۔ لیکن نہ بھگدڑ مچے نہ شور ہو اور لوگ

ہمہ تن گوش رہیں۔ دوسرا واقعہ اس نے یہ بیان کیا کہ امام جماعت تقریر کر رہے تھے۔ کسی شخص نے دیوار پر کوئی روک کھینچی تو آپ نے کہا یہ شخص کیا کر رہا ہے۔ ایک ایک شخص پر امام جماعت احمدیہ کی نظر۔

اس ماحول سے یہ نوجوان کتنا متاثر تھا اس کا اندازہ ایک واقعہ سے کیجئے۔ ایک دعوت ولیمہ میں کل یہ جاپانی دوست شریک تھے۔ کھانے سے فارغ ہو چکے تو انہوں نے سگریٹ سلگایا۔ جب دعا ہونے لگی۔ تو انہوں نے بغیر کسی کے کہنے کے سگریٹ بجھا دی۔ ایک اور واقعہ جس سے انہوں نے شدید اثر لیا وہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر مختلف زبانوں کا جلسہ تھا۔ امریکہ کے ایک دوست نے اس جلسہ میں جب اس اقتباس کا ترجمہ کیا۔ جو اس غرض کیلئے مقرر کیا گیا تھا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہ اقتباس جس میں ابتلاؤں کی خبر دی تھی اور اس نوجوان نے یہ اقتباس ترجمہ کر کے احباب جلسہ سے دعا کی درخواست کی۔ کہ اللہ تعالیٰ ہم کو بھی دین کی خدمت کی توفیق دے۔ تو یہ نوجوان شدت جذبات سے رو پڑے۔ اس خلوص اور اخلاص نے انہیں متاثر کیا۔

ایک اور امر جسے انہوں نے تعجب سے سنا اور دیکھا وہ یہ تھا کہ چھوٹا سا شہر لاکھ ڈیڑھ لاکھ آدمیوں کی ان دنوں میں مہمان نوازی کرتا ہے۔ اور انکو اپنے گھروں میں جگہ دیتا ہے۔

یہ نوجوان ہمارے دو نوجوان بچوں کے اخلاق سے اتنا متاثر تھا کہ اس نے کہا مجھے ان پر اس قدر اعتماد ہے۔ کہ اگر یہ جان بھی مانگیں تو میری جان ان کے لئے حاضر ہے۔ سچ ہے اچھی تربیت۔ عمدہ نمونہ۔ ملک اور قوم کی نیک نامی کا باعث بنتا ہے۔ بُرا نمونہ ملک و قوم کی بدنامی کا موجب ہوتا ہے۔

اس سے پہلے اس سٹور میں ایک ہندوستانی دوست کو ملازم رکھا گیا تھا۔ لیکن اس کی کسی ہیرا پھیری کی وجہ سے اسے نکال کر پاکستانیوں کو ملازم رکھا گیا۔ مجھے ہمارے نوجوان نے بتلایا کہ جاپانی پولیس اتنی مستعد ہے کہ پانچ منٹ میں ملزم کو جا پکڑتی ہے۔ اور کسی ہیرا پھیری کو برداشت نہیں کرتی۔ جرائم سے انہیں سخت نفرت ہے۔

مسٹر کوکی نوری موری نے ہاتھ میں الیس اللہ بکاف عبدہ کی انگوٹھی پہنی ہوئی تھی۔ وہ ایک دن کی نوزائیدہ اپنی پہلی بچی کو چھوڑ کر جاپان سے روانہ ہوئے تھے۔ ایک زندہ قوم کے فرد کو آپ کے نیک نمونہ اور بچوں کی عمدہ تربیت نے اور اس عظیم اجلاس اور تنظیم نے کتنا متاثر کیا اس کا اندازہ اس سے بھی کیجئے اسی نے جاپان سے ایک اور آنے والی خاتون کو بھی یہیں بلایا ہے۔

مجھے یہ بھی اس مجلس میں معلوم ہوا کہ کشتی نوح کا جاپانی زبان میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ اور یہ کتاب جاپانیوں میں تقسیم کی جا رہی ہے۔ دلوں کا بدلنا خدا تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ حسن سیرت اور نیک نمونے سے دنیا کو اپنی طرف کھینچیں اور یہی فروہ ہے کہ ؎

جس کی فطرت نیک ہے آئے گا وہ انجام کار

جنگِ بدر

حق و باطل کے درمیان پہلا معرکہ

(از ایڈیٹر)

مدینہ پر حملہ کیلئے کفار کی روانگی

مکہ میں ایک ایک کافر سردار اپنی قوم کو مسلمانوں کے استیصال کی تاکید کرتا بالآخر ۲ھ ہجری میں ابوجہل کی قیادت میں ایک ہزار کا لشکر کیل کانٹے سے لیس مدینہ پر حملہ آور ہونے کے لئے روانہ ہوا۔ روانگی سے قبل ابوجہل نے خانہ کعبہ پر ہاتھ رکھ کر دعا کی کہ اے اللہ ہم میں سے جو جھوٹا ہو اسے پیس کر رکھ دے۔ ان کے ساتھ عرب کے دستور کے مطابق عورتیں بھی تھیں جو ان کو گا گا کر اور دفیں بجا کر جوش دلاتیں۔ ہر پڑاؤ پہ اتر کر شراب کے دور چلتے اور اونٹ ذبح کر کے اس کے کباب اڑاتے۔ بدر کی وادی میں خیمہ زن ہو گئے۔ بدر مدینہ سے جانب جنوب مغرب چار پانچ دن کی مسافت پر واقع وادی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی نصرت کا وعدہ

حضور کو کفار کی لشکر کشی کا علم ہوا تو آپ نے صحابہؓ سے مشورہ کیا کہ ہمیں کیا کرنا چاہیئے۔ حضرت عمرؓ بن خطاب نے فدائیت کا اظہار کیا۔ مقدادؓ نے عرض کی یا رسول اللہ جو خدا کا منشا ہے اس کے مطابق عمل کیجئے۔ ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ موسےٰ کے حواریوں کی طرح ہم یہ نہیں کہیں گے کہ تو اور تیرا رب جا کر لڑ ہم یہاں بیٹھے ہیں۔ ہم تو کہتے ہیں تو اور تیرا رب لڑ ہم آپ کے ساتھ ہو کر لڑیں گے۔ یا رسول اللہ جہاں جانے کا ارشاد فرمائیں گے ہم چلیں گے۔ لیکن حضور نے اس ایمان پرور جواب کے بعد بھی فرمایا۔ لوگو مجھے مشورہ دو۔ اور آپ کا روئے سخن دراصل انصار کی طرف تھا اور حضورؐ کے ذہن میں یہ تھا کہ انصار مدینہ سے جو معاہدہ ہوا تھا اس سے مراد وہ یہ نہ لیتے ہوں کہ مدینہ میں دشمن سے ہم نے آپ کی حفاظت کا وعدہ کیا تھا لیکن باہر جا کر لڑنے کا عہد تو نہیں کیا تھا۔ سعد بن معاذ رئیس انصار یہ بھانپ گئے اور عرض کی یا رسول اللہ شاید

آپؐ کا روئے سخن ہماری طرف ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں ایسا ہی ہے۔ تب سعدؓ انصاری نے کہا یا رسول اللہ ہم آپ پر ایمان لائے اور ہم نے آپ کی تصدیق کی اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ صداقت کے علمبردار ہیں۔ ہم نے عہد کیا ہے کہ ہم سنیں گے اور اطاعت کریں گے۔ یا رسول اللہ آپؐ نے جو ارادہ کیا ہے اُس پر عمل کیجئے۔ ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ اور قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا۔ یہ سامنے سمندر ہے۔ اگر آپ حکم دیں تو ہم اس میں گھوڑے ڈال دیں۔ اور ایک شخص بھی پیچھے نہ رہے گا۔ ہم لڑائی سے ڈرتے نہیں ہم جنگ میں ثابت قدم رہنے والے ہیں۔ ہماری جانب سے آپ کی آنکھ ٹھنڈی ہوگی۔ اللہ تعالےٰ کی برکتوں کے سائے میں ہمیں لے کر آگے بڑھیئے۔ حضور نے سعدؓ سے یہ سنا تو چہرہ مبارک مسرت سے تمتما اٹھا۔ اور فرمایا چلو تمہیں خدا کی خوشخبری ہے۔ اللہ تعالےٰ نے مجھ سے نصرت کا وعدہ کیا ہے۔ خدا کی قسم مجھے وہ جگہیں دکھائی دے رہی ہیں جہاں مشرکین پڑے ہوں گے۔

بدر کے میدان میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دُعا

بارہ رمضان بروز اتوار حضور مدینہ سے ۳۱۳ جاں نثار صحابہؓ کے ساتھ اہل کفر و اسلام کے پہلے معرکہ کے لئے روانہ ہوئے مدینہ سے باہر نکل کر لشکر کا جائزہ لیا۔ بعض کم سن نوجوانوں کو واپس کیا۔ سعدؓ بن ابی وقاص کے چھوٹے بھائی عمیرؓ بھی کم سن تھے انہوں نے جب سنا کہ حضور کم سن نوجوانوں کو واپس کر رہے ہیں۔ تو لشکر میں کہیں چھپ گئے۔ لیکن ان کا پتہ چل گیا تو انہیں واپسی کا ارشاد فرمایا وہ رونے لگ گئے۔ حضور نے ان کا شوق دیکھا تو انہیں ساتھ چلنے کی اجازت دے دی۔ لشکر میں ساٹھ کے قریب مہاجر تھے باقی سب انصار تھے لشکر میں صرف ستر اونٹ تھے اور دو گھوڑے تھے مسلمان باری باری سواری کرتے تھے اور صرف سات زرہ پوش تھے۔ اس وقت لڑنے والے لوہے کے قمیص جسم پر پہن لیتے تھے تاکہ تلوار یا نیزہ اثر نہ کرسکے اسے زرہ کہتے تھے۔ بدر کے میدان میں پہنچ کر ایک چشمہ پر اسلامی لشکر نے پڑاؤ کیا۔ کفار کے لشکر میں مکہ کے قریباً تمام بڑے بڑے رئیس۔ عتبہ، شیبہ، ولید، عقبہ بن ابی معیط، امیہ بن خلف اور ابوجہل شریک تھے۔ یہ وہ لوگ تھے جن کا نام لے کر اس موقعہ پر جب مکہ میں خانہ کعبہ کے سایہ میں حضور سجدہ ریز تھے اور عقبہ نے اونٹ کی اوجھ لا کر کندھے پر رکھ دی تھی حضور نے بددعا کی تھی۔ حضور نے ان کو دیکھا تو صحابہؓ سے فرمایا۔ مکہ نے اپنے جگر گوشے نکال کر تمہاری طرف پھینک دیئے ہیں۔ اس کے بعد حضور کے حکم سے آپ کے لئے ایک جھونپڑا تیار کیا گیا۔ حضور اس میں الگ ہو کر دعا کرنے لگے۔ حضرت ابوبکرؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور کے کندھے پر چادر تھی اور حضور اس الحاح سے دعا کرتے تھے کہ چادر کندھے سے اتر جاتی تھی۔ حضور خدا سے عرض کر رہے تھے۔ اللہ مجھے [illegible] نصرت کا تیرا وعدہ یاد دلاتا ہوں۔ ابوبکر صدیقؓ نے عرض کی یا رسول اللہ بس کیجئے۔ اللہ تعالےٰ نے آپ سے فتح و ظفر کا وعدہ فرمایا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے پروردگار سے التجا کرتے ہوئے کہا یا اللہ اگر تو نے اس گروہ کو ہلاک کر دیا تو روئے زمین پر تیری عبادت کرنے والا کوئی نہ رہے گا۔ پھر آپ خیمہ سے باہر نکلے۔ حضور نے

میدان جنگ کا معائنہ فرمایا مختلف جگہوں پر نشان لگائے اور فرمایا یہاں پر فلاں کافر سردار مرا پڑا ہوگا۔ اور اس جگہ فلاں کافر سردار کی لاش پڑی ہوگی۔ اور اس جگہ فلاں سردار کا جسم پڑا ہوگا۔

حضور نے ایک مٹھی کنکریوں اور ریت کی زمین سے اٹھائی اور کفار کی طرف پھینکی اور فرمایا۔ یہ سردار رسوا ہونے۔ اے اللہ ان کے دلوں میں رعب ڈال دے اور ان کے قدموں کو ڈگمگا دے اور آپ نے پیشگوئی کے رنگ میں فرمایا۔ یہ لشکر کفار ہزیمت کھائے گا اور میدان سے پیٹھ پھیر کر بھاگے گا۔

ایک ایمان افروز واقعہ

اب دونوں طرف جنگ کے لئے صفیں آراستہ ہوئیں صفیں درست کرتے وقت ایک لطیف واقعہ ہوا۔ حضور چھڑی سے صفیں درست فرما رہے تھے ایک انصاری صحابی کے پیٹ پر چھڑی لگا کر فرمایا برابر ہو جاؤ۔ اس نے کہا حضور عدل و انصاف کے پیغامبر ہیں۔ مجھے اس چھڑی سے تکلیف پہنچی ہے میں بدلہ لوں گا۔ حضور نے فرمایا آؤ بدلہ لے لو۔ اس نے کہا آپ کی چھڑی میرے ننگے جسم پر لگی تھی۔ آپ نے کپڑا اٹھایا اور فرمایا آؤ بدلہ لے لو۔ وہ آگے بڑھا اور حضور کے جسم مبارک کو چوم لیا۔ حضور نے فرمایا یہ کیا۔ اس نے عرض کی حضور زندگی کا کیا اعتبار میدان جنگ میں ہوں۔ کیا پتہ اس دنیا میں میری یہ آخری ملاقات ہو۔ میں نے چاہا اس دنیا میں میرا آخری فعل یہ ہو۔

جنگ کا آغاز

حضور نے لشکر سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ اپنی جگہ رہنا دشمن کو آگے بڑھنے دینا جب وہ تیروں کی زد میں آجائے تو تیروں کا مینہ برسانا اور قریب آجائے تو نیزوں پر لینا اور آگے بڑھے تو تلواریں بے نیام کر لینا۔ جنگ کے آغاز میں جیسا کہ عرب کا دستور تھا کفار کے لشکر سے اسود مخزومی آگے آیا۔ اور اس نے مقابلہ کے لئے پکارا۔ حضرت حمزہؓ مقابلہ کے لئے آئے اور اس کی پشت پر ایسا وار کیا کہ اسے وہیں ڈھیر کر دیا۔

پھر عتبہ اس کا بھائی شیبہ اور بیٹا ولید میدان میں آئے اور مقابلہ کے لئے پکارا۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے عبیدہؓ بن حارث حمزہؓ اور علیؓ کو مقابلہ کے لئے ارشاد فرمایا۔ حمزہؓ نے شیبہ کو قتل کر دیا۔ حضرت علیؓ نے ولید کو موت کے گھاٹ اتارا۔ عبیدہؓ اور عتبہ آپس میں گتھم گتھا تھے کہ علیؓ اور حمزہؓ اپنے مقابل سے فارغ ہوئے اور عتبہ کو خاک میں سلا دیا۔ بلالؓ کا آقا امیہ جو اس کو مکہ میں اذیتیں دیا کرتا تھا بلالؓ کے ہاتھوں قتل ہوا۔

ایک دلچسپ واقعہ

یہ سات بھائی تھے۔ ساتوں اس دن بدر میں شریک تھے۔ معوذؓ اور معاذؓ صفوں میں عبدالرحمٰنؓ بن عوف مشہور صحابی کے دائیں بائیں تھے۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف خود یہ واقعہ بیان کرتے ہیں۔ دیکھئے کتنا عجیب واقعہ ہے۔ وہ کہتے ہیں میں نے اپنے دائیں بائیں دیکھا تو مجھے خیال آیا کہ یہ کیا ہوا۔ میرے دائیں بائیں کوئی مضبوط نوجوان یا آزمودہ کار ہوتے تو خوب ہوتا۔ میرے دل میں اس خیال کا آنا تھا کہ مجھے کسی نے دائیں سے کہنی ماری اور رازدارانہ لہجہ میں پوچھا چچا! وہ ابوجہل کہاں ہے۔ ابھی میں اس کا جواب بھی نہ دینے پایا تھا کہ بائیں سے کسی نے مجھے کہنی ماری اور پوچھا چچا ابوجہل کہاں ہے۔ میں نے کہا تمہیں اس سے کیا سروکار۔ انہوں نے کہا چچا وہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیا کرتا تھا۔ ہم نے ارادہ کیا ہے کہ یا تو اسے آج قتل کر دیں گے یا اس راہ میں اپنی جان دے دیں گے۔ میں نے ان بچوں کو بتایا وہ دیکھو میدان جنگ میں۔ پھر وہ لوہے کے اندر چھپتر کے نیچے لوہے میں ڈوبا ہوا۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف کہتے ہیں۔ میرا یہ کہنا تھا کہ بچے یوں جھپٹے جیسے شہباز اپنے شکار پر جھپٹتا ہے۔ اور جا کر انہوں نے ایسی تابڑ توڑ تلواریں ماریں کہ وہ زمین پر گر گیا۔ عکرمہ اس کا لڑکا اس کے پاس ہی تھا۔ اس نے ایک کے شانے پر ایسا کاری وار کیا کہ بازو کٹ کر لٹکنے لگا۔ اس نوجوان نے جب دیکھا کہ بازو لٹک رہا ہے اور لڑنے میں حائل ہو رہا ہے تو پاؤں کے نیچے انگلیاں رکھ کر جسم کو اوپر کھینچ کر بازو کو جسم سے الگ کر دیا۔

حق و باطل میں فیصلہ کا دن

اس جنگ میں کفار کے ستر آدمی قتل ہوئے اور ستر قید ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس جنگ کو حق و باطل میں فیصلہ کا دن قرار دیتا ہے۔ کیونکہ اس دن کفر کو فیصلہ کن شکست ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ " اللہ تعالیٰ نے بدر کے موقعہ پر تمہاری مدد کی۔ جبکہ تم کمزور جانے گئے تھے۔" اور حق یہ ہے کہ ۳۱۳ اور ہزار کا کیا مقابلہ۔ جب ایک طرف بے سروسامانی تھی اور دوسری طرف فخر و غرور کے مارے ہوئے ہر قسم کے سامان سے لیس۔ لیکن ایک بات تھی ایک طرف خدا پر بھروسہ دوسری طرف تکبر اور انانیت۔ ایک طرف بے بسی لیکن خدا کی تائید شامل تھی۔ دوسری طرف ہر قسم کا سامان لیکن مقدر میں شکست تھی۔

جنگ کے خاتمہ پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا خطاب

جب کفار شکست کھا چکے تو سرداران قریش کی لاشوں کو ایک گڑھے میں ڈالا گیا۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم آئے اور گڑھے کے کنارے کھڑے ہو کر فرمایا تم نبی کے بہت برے ساتھی تھے۔ تم نے میری تکذیب کی اور لوگوں نے تصدیق کی۔ تم نے مجھے گھر سے بے گھر کیا لیکن لوگوں نے پناہ دی۔ ایک صحابی نے عرض کی یا رسول اللہ کیا یہ آپ کی بات سن رہے ہیں۔ فرمایا خدا اللہ کو سنا رہا ہے جس طرح تم میری بات سنتے ہو۔ اور فرمایا خدا نے ہم سے جو وعدہ فرمایا تھا ہم نے دیکھ لیا وہ سچا ہے۔ کیا تم سے خدا نے جو وعدہ فرمایا تھا تم نے بھی اسے دیکھ لیا [illegible]

ابوجہل کی آخری خواہش

صحابہؓ نے میدان جنگ کا جائزہ لیا تو دیکھا کہ ابوجہل کے آخری سانس ہیں۔ حضرت ابن مسعودؓ نے کہا تیری کوئی آخری خواہش؟ اس نے کہا میری گردن لمبی رکھ کر کاٹنا۔ حضرت ابن مسعودؓ نے اس کی چھاتی پر پاؤں رکھا اور داڑھی پکڑ کر سر کے پاس سے اس کی گردن کاٹی۔ صحابہؓ کہتے ہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں جس جس کے لئے بددعا کی تھی اور جنگ سے پہلے جس جس جگہ نشان لگائے تھے۔ خدا کی قسم ہم نے دیکھا وہیں وہیں ان کی لاشیں پڑی تھیں اور چونکہ دن سخت گرم تھا۔ اس لئے ان کی لاشوں کے حلیے بگڑ گئے تھے۔ یہ سترہ رمضان ۲ھ ہجری کا واقعہ ہے۔

اسیران بدر سے سلوک

جو ستر کفار جنگی قیدی بنائے گئے۔ ان میں سے اکثر نے دیہا زر فدیہ ادا کر دیا اور رہا کر دیئے گئے۔ جو رہ گئے۔ ان کو یہ مدینہ لے آئے۔ قیدیوں کے بارہ میں رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد تھا جو خود کھاؤ ان کو کھلاؤ۔ چنانچہ ایک جنگی اسیر کہتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ اہل مدینہ پر رحم کرے۔ وہ خود کھجوریں کھاتے تھے۔ (یہ وہ غذا تھی جو عرب میں ہر غریب کو بھی میسر تھی) اور ہمیں روٹی کھلایا کرتے تھے۔

ان جنگی قیدیوں کو جب مدینہ لائے تو مسجد کے ستونوں کے ساتھ انکو باندھ دیا۔ اس کی ایک وجہ تو یہ تھی کہ اس وقت کوئی جنگی کیمپ نہ تھا مسجد ہی ایک جگہ تھی جہاں مسلمانوں کے امور طے ہوتے تھے۔ اور ایک غرض یہ تھی کہ تا مسلمانوں کی عبادت اور اجتماعی زندگی کو دیکھ کر اسلام سے آگاہی پا سکیں۔ چنانچہ عباسؓ جو حضور کے چچا تھے اور اس موقعہ پر قیدی بنائے گئے تھے۔ ان کو باندھا گیا تو بندھن ذرا کس گئے۔ وہ کراہتے تھے تو حضور ان کی تکلیف کی وجہ سے سو نہ سکے۔ جب صحابہؓ کو معلوم ہوا کہ حضور اس وجہ سے بے چین اور بے خواب ہیں تو حضرت عباسؓ کے بندھن ڈھیلے کر دیئے۔ حضور نے پوچھا۔ عباس کی اب آواز نہیں آرہی۔ عرض کیا گیا ان کے بندھن ڈھیلے کر دیئے گئے ہیں۔ فرمایا پھر سبھی کے کرو۔ چنانچہ سب کے بندھن ڈھیلے کر دیئے گئے۔

دعائے مغفرت

میرے محترم بزرگ برادر چوہدری عطا محمد صاحب صحابی امیر جماعت جڑانوالہ مورخہ ۸/۱۲/۷۴ کی شام قضائے الٰہی سے فوت ہو گئے ہیں۔ تدفین بہشتی مقبرہ قطعہ صحابہ میں مورخہ ۹/۱۲/۷۴ کو ہوئی۔ احباب سے مرحوم کی مغفرت اور بلندئ درجات کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار ڈاکٹر عبدالرحمن سیکرٹری مال معرفت سلطان چوہدری جڑانوالہ ضلع لائلپور

دمشق میں چند لمحات

میری ڈائری کا ایک ورق

انیس مارچ ۱۹۶۶ء کی صبح میں بیروت سے دمشق پہنچا۔ دمشق میں قبل دوپہر پہنچ گیا۔ جب دمشق کے بازار سے گزرا اور پرانے دمشق کے ایک بڑے دروازے میں داخل ہوا تو میرے دل و دماغ پر اس خیال کا غلبہ تھا کہ ایک دن اس دمشق کے بازاروں سے کربلا میں لٹے پٹے اہل بیت کا قافلہ گزرا تھا۔ بیمار زین العابدین پابند سلاسل تھے۔ تمام بالغ افراد اہل بیت شہید ہو چکے تھے۔ بعض کے سر کاٹ کر نیزوں پر چڑھائے گئے تھے۔ یہ دمشق جہاں کا سربراہ یزید بن معاویہ تھا۔

دوپہر کے کھانے سے فارغ ہو گئے تو میرا گائیڈ مجھے دمشق کے عظیم قبرستان میں ایک گنبد پر لے گیا جس کے آہنی سلاخوں والے دروازے پر تالا پڑا ہوا تھا۔ اور اس پر یہ عبارت لکھی ہوئی تھی۔ پہلے یہ دو شعر تھے ؎

وَفِتْيَةٌ مِنْ بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ سَادَاتٌ
عَيْنُ الْفَخْرِ اَكْرَمُ اَعْلٰى مِنْهُمْ حَسَبًا
مِنْ كُلِّ جِسْمٍ بِوَجْهِ الْاَرْضِ مُطَّرَحٍ
وَكُلِّ رَاْسٍ بِرَاْسِ الرُّمْحِ قَدْ نُصِبَا

یہ ترجمان ہے کہ وہ نوجوان جن سے بہتر حسب و نسب والے میں نے نہیں دیکھے ان میں سے ہر ایک کا جسم زمین پر پڑا تھا اور ہر سر نیزے پر بلند کیا گیا تھا۔ اور اس کے نیچے لکھا تھا۔

هذا مقام رؤوس الشهداء الستة عشر رأساً من اهل البیت الذین استشهدوا
یوم معرکة کربلا مع الامام الحسین بن الامام علی بن ابی طالب علیهم السلام

اس جگہ وہ سولہ سر مدفون ہیں جو امام حسین بن علی علیہ السلام کے ساتھ کربلا کے معرکہ میں شہید ہوئے۔ اس کے نیچے اس گنبد کے تعمیر کرنے والے السید سلیم آفندی کا نام تھا۔ یہ گنبد ۱۳۳۲ شوال میں تعمیر کیا گیا تھا۔ یہاں دفن ہونے والے سر ان شہیدوں کے تھے۔

ابوالفضل العباس بن علی۔ قاسم بن الحسن۔ علی الاکبر بن الحسین۔ عمر بن علی۔ عبد اللہ بن علی۔ الحر الریاحی۔ محمد بن علی۔ عبد اللہ بن عوف محمد بن مسلم۔ عبد اللہ بن عقیل۔ الحسین بن عبد اللہ۔ حبیب بن مظاہر۔ علی بن ابی بکر۔ عثمان بن علی۔ جعفر ابن عقیل۔ جعفر بن علی۔

میں نے طبری کو پچھلے دنوں دیکھا تو اس میں یہی نام تھے۔ اس کے بعد میرا ساتھی مجھے ام کلثوم سیدہ زینب الصغریٰ بنت علیؓ کے مرقد پر لے گئے۔ پھر السیدہ السکینہ بنت الامام الحسین کے مرقد پر۔ یہ دونوں قبریں ساتھ ساتھ ہیں۔ یہاں یہ آیات لکھی ہوئی تھیں۔

قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ ۔ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرا

اس کے بعد عبد اللہ بن جعفر صادق کی قبر پر پھر بلالؓ کے مزار پر گئے۔ اور یہاں کے بیٹوں میں جعفر طیارؓ جنہوں نے ۸ ہجری میں جنگ موتہ میں اسلامی جھنڈے کو تھامے رکھا تھا پہلے دایاں بازو کٹوایا۔ پھر بایاں بازو کٹوایا تو کٹے ہوئے ہاتھوں سے جھنڈے کو تھامے رکھا۔ یہاں تک کہ وہ شہید ہو گئے اور جھنڈا زیدؓ نے لے لیا کے بیٹے عبد اللہ کی قبر پر۔ ان تمام قبروں پر دعا کرنے کے بعد قیام گاہ پر لوٹے

اگلے دن معاویہ جسے عرب مصنفین نے اربعۃ من دھاۃ العرب ۔ عرب کے چار ہوشیار ترین آدمیوں میں سے ایک قرار دیا کی قبر بسیار تلاش کے بعد ملی۔ ان کی قبر کے ساتھ عبد الرحمٰن بن عوفؓ کے بیٹوں کی قبریں تھیں۔ پھر مسجد اموی میں وہ کوٹھڑی دیکھی جہاں واقعہ کربلا کے بعد زین العابدین اور بیبیوں کو محبوس رکھا گیا تھا۔ اور کوٹھڑی کے باہر ایک طاقچہ تھا جس پر اب چاندی چڑھائی ہوئی تھی ہمیں گائیڈ نے بتلایا کہ یہاں امام حسین علیہ السلام کا سر مبارک رکھا تھا۔

اب مجھے یزید کی قبر کی تلاش تھی۔ وہ یزید جسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے "یزید پلید" کہا تو مجھے ایک جگہ لے جایا گیا جہاں اندر کمرہ میں کپڑا بنا جا رہا تھا۔ باہر ایک جگہ کی طرف اشارہ کیا گیا کہ یہاں یزید کی قبر تھی جو کبھی اس دمشق کا فرمانروا تھا۔ اس کی قبر پر پچھلے پچاس برس سے سنگ باری کی جاتی تھی۔ اب اس کی قبر کا نام و نشان مٹ چکا ہے۔ اس کی قبر کے پتھروں سے ٹٹیوں کی تعمیر ہوئی۔ اور اس کی قبر سے ہڈیاں تک نکال کر ان میں پھینک دی گئیں۔

سچ ہے حسین آج بھی زندہ ہیں۔ کربلا میں پیاسے شہید کا نام آج بھی عزت و احترام سے لیا جاتا ہے۔ لیکن یزید کا نام اسلام میں گالی بن چکا ہے۔ سچ فرمایا خداتعالیٰ نے ظالم کبھی فلاح نہیں پاتا۔ اِنَّہٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ۔

"ہم تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے صبر کے واسطے مامور کئے گئے ہیں۔ اس لئے چاہیئے کہ تم ان کے لئے دعا کرو کہ خدا تعالیٰ انکو بھی ہدایت دے۔"

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۳۰۲)

عَلَمِ انعامی انصار اللہ

امسال کارکردگی کے لحاظ سے مجلس انصار اللہ اسلامیہ پارک لاہور اوّل قرار پائی۔ سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے ۲۷ رفتح ھ‍ ۱۳۵۳ (۲۷ ردسمبر ۱۹۷۴ء) جلسہ سالانہ کے دوسرے روز مجلس اسلامیہ پارک لاہور کے زعیم اعلیٰ مکرم چوہدری نصیر احمد صاحب کو اپنے دستِ مبارک سے انصار اللہ کا عَلَمِ انعامی مرحمت فرمایا۔ اللہ تعالےٰ اس اعزاز کو مجلس اسلامیہ پارک کے لئے بے حد بابرکت کرے اور مسابقت فی الخیر کی روح کو تقویت ملے۔ کارکردگی کے لحاظ سے مجالس کی ترتیب وار فہرست یہ ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ ان مجالس کے عہدہ داران کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ اور ان کو بیش از پیش خدمتِ دین کی توفیق بخشے۔ آمین

نمبر شمار	نام مجلس	اسمائے گرامی زعیم / زعیم اعلیٰ
۱	اسلامیہ پارک لاہور	مکرم چوہدری نصیر احمد صاحب زعیم اعلیٰ
۲	مارٹن روڈ کراچی	" مولوی عبدالمجید صاحب " "
۳	لائلپور شہر	" چوہدری عبدالغنی صاحب " "
۴	ناظم آباد کراچی	" میجر محمد نذیر صاحب بھٹی " "
۵	کراچی صدر	" سید سعید خالد صاحب " "
۶	واربرٹن ضلع شیخوپورہ	" سید سعید احمد صاحب زعیم
۷	سکھر شہر	" قریشی عبدالرحمٰن صاحب "
۸	پشاور شہر	" میاں عبدالرشید خان صاحب زعیم اعلیٰ
۹	جھنگ صدر	" چوہدری محمد مختار صاحب زعیم
۱۰	کوئٹہ شہر	" میاں بشیر احمد صاحب زعیم اعلیٰ

قائد عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ

زیارتِ دیارِ حبیب اور قید و بند

مولوی محمد شریف صاحب مولوی فاضل کی خود نوشت سرگزشت

(قسط دوم)

یا عین فیض اللہ والعرفان

دراصل مجھے ڈرا دھمکا کر احمدیت سے منحرف کرا کے اگلا قدم ان کا یہ تھا کہ وہ مجھ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں گستاخی کروائیں۔ میں نے ان کو کہا کہ آپ مجھے اس شخص کو بُرا بھلا کہنے پر مجبور کرتے ہیں جنہوں نے حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں قصیدہ لکھا ہے۔ پھر میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عربی قصیدہ

یا عین فیض اللہ والعرفان ؛ یسعی الیک الخلق کالظمآن

پڑھ کر سنایا۔ جب میں نصف کے قریب پہنچا تو مجھے چُپ کرا دیا گیا۔ پھر انہوں نے یہ بھی کہا کہ یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خاتم النبیین یقین نہیں کرتا۔ میں نے کہا کہ ہم تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتے ہیں اور میں نے ترجمان کے ذریعہ ان سے دریافت کیا کہ خاتم کا لفظ ت کی زبر سے ہے یا زیر سے یہ سنکر قاضی کہنے لگا کہ یہ قادیانی مبشر یعنی مبلغ معلوم ہوتا ہے۔ اور یہاں جاسوسی کرنے آیا ہے۔ اسکو تنہائی کی جیل میں رکھا جائے یہ واجب القتل ہے۔

میری میت وطن پہنچائی جائے۔

میں نے ان سے کہا کہ میری ایک درخواست ہے وہ یہ کہ اگر میں قتل کر دیا جاؤں تو میری میّت میرے وطن بھجوائی جائے۔ کہنے لگے لانی ھذا الجھنم۔ یعنی میّت جہنم میں دفن کی جائے گی۔ تمہارے وطن نہیں بھجوائی جا سکتی۔

جب عدالت کا اجلاس برخاست ہونے کے قریب ہوا تو محمد عالم عطرچی بھی عدالت میں آنکلے۔ اور مجھے کہنے لگے میں آپ سے مباحثہ کے لئے آؤں گا۔ لیکن قاضی نے اشارے سے انہیں منع کر دیا کہ مباحثہ نہ کرنا چنانچہ انہوں نے مجھ سے مباحثہ نہ کیا۔ مجھے ان کی باتوں سے یہ یقین ہو گیا تھا کہ مجھے قتل کر دیا جائے گا چنانچہ میں نے والدہ صاحبہ کو مندرجہ ذیل وصیت نامہ لکھ کر دے دیا تھا۔

میرا وصیت نامہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۲۱/۲/۷۴

میری پیاری رفیقہ حیات و میری پیاری بیٹی رانی و صفیہ اور میرے تمام بیٹو ہمیشہ خوش رہو۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'۔

میرے متعلق میرے کمرے کے ایک غیر احمدی نے جو ہمارے ساتھ رہتے ہیں حکومت کو رپورٹ کر دی کہ یہ احمدی ہے اور حکومت سعودی عرب نے مجھے رات عشاء کی نماز کے بعد قرآن مجید پڑھتے ہوئے پکڑ لیا۔ قرآن مجید مجھ سے چھین لیا (میں قرآن مجید مسجد حرام میں مقام ابراہیم کے پاس بیٹھ کر پڑھ رہا تھا) مجھے حرم کی پولیس میں لے گئے۔ وہاں بیان لیا گیا اور اس کے بعد جیل میں پہنچا دیا گیا۔ دوسرے دن والدہ صاحبہ بھی میرے ساتھ شامل ہو گئیں۔ ہمیں عدالت میں لے جایا گیا بیان لیا گیا۔ اس کے بعد قاضی نے کہا کہ یا تو تم احمدیت سے توبہ کر کے مسلمان ہو جاؤ۔ ورنہ تمہاری سزا قتل ہے۔ میں خدا تعالیٰ کے فضل سے اپنے بیان پر قائم ہوں۔ قانون بڑا سخت ہے۔ میرا خیال یہی ہے کہ مجھے قتل کر دیا جائے گا۔ میں آپ سب کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں۔

میری رفیقہ حیات آپ میری تمام خطاؤں کو معاف کر دیں۔ میری موت پر ماتم نہ کریں۔ یہ میری آپ کو وصیت ہے۔ میری بیٹی رانی کا نکاح کر دینا میری تمام بیٹیوں کو وصیت ہے کہ وہ تمام نمازیں باجماعت ادا کرنے کی کوشش کیا کریں اور وہ احمدیت کے بہادر اور جانباز سپاہی بنیں اور احمدیت کی خاطر اپنی جان کی قربانی دینے سے ہرگز ہرگز گریز نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ سب کا حافظ و ناصر ہو۔ تمام رشتہ داروں کو فرداً فرداً سلام پہنچا دیں۔ حضور کی خدمت میں بھی میرا اسلام پہنچا دیں۔ صفیہ کے خاوند بشیر احمد کے نام میری وصیت یہ ہے کہ وہ میری بیٹی صفیہ سے حسن سلوک کرے۔ میرا صفیہ اور بشیر احمد کو سلام پہنچا دیں۔

والسلام
محمد شریف

سنت یوسفی

مذکورہ بالا وصیت نامہ مجھے جیل میں داخل ہونے سے پہلے پہلے لکھنے کا موقعہ مل گیا۔ میرے ترجمان پر میری

باتوں کا بہت اچھا اثر ہوا چنانچہ انہوں نے مجھے کہا کہ مجھے یعنی (ترجمان کو) آپ کے استقلال پر رشک آتا ہے۔ آپ نے دین کی خاطر قید ہو کر حضرت یوسف علیہ السلام کی سنت تازہ کر دی ہے۔ محمد احمد بلوچی جو اپنے آپ کو حرم کا نقیب ظاہر کرتا تھا۔ اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شان میں بہت گستاخی کی تھی۔ اور نعوذ باللہ گالیاں بھی دی تھیں۔ جس وقت میری ملاقات محمد عالم عطر جی سے ہوئی جس کا ذکر میں کسی دوسری جگہ کر چکا ہوں۔ تو میں نے زار و قطار روتے ہوئے ان سے کہا کہ اس شخص نے میرے آقا کو گالیاں دی ہیں حالانکہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ لا تسبّوا الّذین یدعون من دون اللّٰہ فیسبّوا اللّٰہ عدوًا بغیر علمٍ۔ اس کا کیا حق تھا کہ میرے آقا کو گالیاں دیتا۔ کاش کہ میں گالیاں سننے سے پہلے مر جاتا۔ اس بات کا مدیر الحرم پر بھی بہت اثر ہوا۔ دوسرے روز پھر اس نے سخت کلامی شروع کر دی۔ میں نے اسے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی گرفت سے بچو اور توبہ کرو۔ پھر اس نے کہا کہ میں معافی مانگتا ہوں۔ لیکن اب تم بھی تو احمدیت سے توبہ کرو۔ میں نے کہا کہ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔

قید تنہائی

جب مجھے مکہ معظمہ کی جیل کے کمرہ میں تنہا بند کر دیا گیا۔ تو میں نے جیل کے کمرہ میں داخل ہوتے ہی جیل والوں سے قرآن مجید طلب کیا۔ چنانچہ مجھے قرآن مجید مہیا کر دیا گیا۔ میں جیل کے کمرہ میں اکیلا ہی تھا۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا میرا اور کوئی ساتھی نہ تھا۔ فرصت کے اوقات میں قرآن مجید کی تلاوت کر کے اپنی گھبراہٹ دور کر لیتا تھا۔ جیل میں مجھے روزانہ تین وقت کھانا دیا جاتا تھا۔ مکہ معظمہ کی جیل میں خوراک اچھی ملتی رہی۔ میں نمازیں نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ ادا کرتا تھا۔ اور مجھے سلسلہ کی ترقی اور احباب جماعت نیز اپنے لئے اور رشتہ داروں کے لئے خوب دعائیں کرنے کا موقعہ ملا۔

پورے ایک ماہ کے بعد مجھے مکہ معظمہ کی جیل سے رہا کر کے جدہ پہنچا دیا گیا۔ اور وہاں کی جیل میں انفرادی کمرے میں بند کر دیا گیا یعنی میرے ساتھ کوئی اور قیدی نہیں تھا۔ وہاں بھی میں نے جاتے ہی قرآن مجید حاصل کر لیا اور روزانہ قرآن مجید کی تلاوت کر کے اپنا دل بہلا لیتا تھا۔ جدہ کی جیل کا انتظام نہایت ناقص تھا اور خوراک بھی بہت ناقص تھی۔ زیادہ تر مسور کی دال کھانے کو دی جاتی تھی۔ جس کی وجہ سے میرے ناک سے خون جاری ہو گیا۔

۲۵ اپریل کو مجھے جیل سے جدہ کے تھانے میں لے جایا گیا۔ مجھے ہتھکڑی لگی ہوئی تھی۔ تھانہ پہنچ کر میرے شناختی کارڈ کے چھ فارموں پر دونوں ہاتھوں کی تمام انگلیوں کے نشان ثبت کئے گئے۔ اس کے بعد لکڑی کی ایک تختی پر میرا نام لکھ کر تختی میرے دونوں ہاتھوں میں پکڑا دی گئی اور فوٹو لیا گیا۔

والدہ صاحبہ کو مکہ معظمہ کی عورتوں کی جیل میں رکھا گیا تھا۔ مجھے والدہ صاحبہ کے حالات کا کوئی علم نہیں تھا اور والدہ صاحبہ کو میرے متعلق کچھ علم نہیں تھا۔ آخر ۲ مئی کو قریباً ڈیڑھ ماہ کے بعد جدہ میں میری اور والدہ صاحبہ کی آپس میں ملاقات ہوئی تھی اس دن مجھے اور والدہ صاحبہ کو جیل سے رہا کر کے مکہ معظمہ بھجوا دیا گیا کیونکہ ہمارے پاسپورٹ مکہ معظمہ میں تھے۔ جیل سے رہائی کے بعد ہمیں ایک شخص سے معلوم ہوا کہ آخری جہاز جدہ سے ۱۳ مئی کو پاکستان جانے کے لئے روانہ ہو رہا ہے۔

جہاز کی روانگی تک جیل

جب ہم مکہ معظمہ پہنچے تو مدیر الحرم نے فرمان جاری کیا کہ جب تک ان کا جہاز روانہ نہیں ہوتا۔ ان کو جیل میں ہی رکھا جائے۔ چنانچہ ہمیں جدہ بھجوا کر پھر جیل میں ڈال دیا گیا۔ ۵ مئی کو ہمیں جدہ کی جیل کے دفتر میں بلایا گیا۔ وہاں میں نے اپنا اور والدہ صاحبہ کا پاسپورٹ دیکھ لیا۔ اس سے مجھے تسلی ہو گئی کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہم اب ضرور وطن واپس جائیں گے۔ اسی دن ہمیں ایک اور دفتر میں بھجوایا گیا۔ جب ہم موٹر میں سوار ہوئے۔ تو میرے سامنے ایک بزرگ دوست بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے ان سے دریافت کیا کہ آپ کس ملک کے ہیں اور آپ کا کیا نام ہے۔ تو انہوں نے مجھے بتایا کہ میں پاکستان کا رہنے والا ہوں اور میرا نام محمد دین ہے۔ پھر میں نے ان سے دریافت کیا کہ آپ کو کس جرم میں پکڑا ہوا ہے۔ فرمانے لگے کہ میں احمدی ہوں۔ میں نے کہا کہ ہمارا بھی یہی جرم ہے۔ ہم وہاں ایک دوسرے سے متعارف ہو کر بہت خوش ہوئے۔

وطن کو روانگی

۸ مئی کو پھر ہمیں اسی دفتر میں جس کا نام ادارۃ الستر جیل جدہ تھا بھجوایا گیا۔ وہاں ہم سے پوچھا گیا کہ جہاز کا ٹکٹ کہاں ہے۔ ہم نے کہا کہ ہمارے پاس ٹکٹ نہیں ہے۔ چنانچہ ہمیں جدہ کے پاکستانی حج آفس میں جہاز کا ٹکٹ بنوانے کے لئے بھجوایا گیا۔ اور ساتھ دو سپاہی بھی نگرانی کے لئے بھیجے گئے۔ پاکستانی حج آفس کے آفیسر نے پاسپورٹ دیکھ کر کہا کہ آپ کی واپسی تو ۴ اپریل کو تھی کہاں رہے ہیں۔ میں نے کہا میرے ہاتھوں کی طرف دیکھئے مجھے ہتھکڑی لگی ہوئی ہے۔ اور میں دو ماہ سے جیل میں ہوں۔ کہنے لگے کیوں جیل میں ڈالے گئے میں نے کہا کہ کسی نے ہمارے متعلق مخبری کر دی تھی کہ یہ احمدی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ آپ احمدی نہیں اور کسی نے جھوٹی مخبری کی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو بدلہ دے گا۔ میں نے کہا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے احمدی ہیں۔ کہنے لگے سعودی عرب کی حکومت نے ٹھیک کیا۔ آپ مودودی صاحب کی کتاب کو پڑھیں۔ انہوں

نے لکھا ہے کہ قادیانیوں کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں اور نہ ہی سعودی عرب کی حکومت میں وہ داخل ہو سکتے ہیں۔ میں نے انہیں کہا کہ آپ ہمیں جو مرضی سمجھیں اور کہیں ہم تو اپنے آپ کو مسلمان ہی کہتے ہیں پاکستانی حج آفس والوں نے ہمارا جہاز کا ٹکٹ بنا کر دے دیا اور ہمیں جیل میں پہنچا دیا گیا۔

الٰہی تصرّف

۱۲ مئی کو مجھے سخت بے چینی تھی کہ آج مجھے رہا کرتے ہیں یا نہیں تو میں نے اسی بے چینی کی حالت میں قرآن مجید کی تلاوت شروع کر دی۔ جب میں قرآن مجید کی اس آیت پر پہنچا کہ الیس اللّٰہ بکافٍ عبدہٗ تو اسی وقت جیل کے کمرے کا دروازہ کھلا۔ اور مجھے کمرہ سے باہر نکالا گیا۔ اور والدہ صاحبہ کو بھی جیل سے باہر لایا گیا۔ پھر ہمیں دفتر ادارۃ الترحیل پہنچا دیا گیا۔ وہاں سے سیدھا جدّہ کی بندرگاہ پر پہنچایا گیا۔ جہاز کی سیڑھی پر ہمیں پاسپورٹ دیا گیا۔ ہمیں دراصل جیل سے رہا نہیں کیا گیا تھا بلکہ ملک بدر کیا گیا۔ اور ہمیں کہا گیا تھا کہ سعودی عرب میں پھر بالکل نہ آنا۔

جہاز میں پہنچ کر ہمیں اطمینان کا سانس نصیب ہوا۔ جہاز میں جب میں نے بتایا کہ مجھے احمدی ہونے کی وجہ سے جیل میں رکھا گیا تو جو پاکستانی مسافر سعودی عرب سے وطن رخصتی پر آ رہے تھے کہنے لگے کہ ہم حیران ہیں کہ سعودی عرب کی حکومت نے آپ کو کیسے چھوڑ دیا۔ میں نے انکو کہا کہ ؎

غیر ممکن کو یہ ممکن میں بدل دیتی ہے

اے میرے فلسفیو زورِ دعا دیکھو تو

بہر حال اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے ہمارے ایمان کو سلامت رکھا اور ہمیں نے وہ عہد جو خدام الاحمدیہ سے لیا جاتا ہے کہ میں اقرار کرتا ہوں کہ قومی اور ملّی مفاد کی خاطر میں اپنی جان، مال، وقت اور عزّت کو قربان کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہوں گا۔ محض اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ خدا کا شکر ہے کہ اس نے اپنے مقدس گھر کی زیارت کی توفیق عطا فرمائی جس کے متعلق اس نے فرمایا اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ اور ہمارے آقا حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کی مسجد اور روضہ اقدس کی زیارت کی توفیق ملی۔ اور اس پر مستزاد یہ کہ اس خدا کی راہ میں اس مقدس سرزمین میں ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پہنائی گئیں اور جیل میں ڈالا گیا میری لذّت دگنی ہو گئی۔ ذکرِ الٰہی اور اس کے پاک کلام کی تلاوت اور مطالعہ کا موقعہ اس قید میں جو میسر آیا۔ شائد عام حالات میں وہ میسّر نہ آتا۔

ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ

اطمینانِ قلب

(مکرم نذیر احمد صاحب خادم از لاکھا روڑ ضلع نوابشاہ)

آج دنیا میں ایک مزدور یا دفتر کے کلرک سے لے کر کسی ملک کے سربراہ تک ہر شخص پریشان اور عدم اطمینان کا شکار نظر آتا ہے۔ کسی بھی ادارہ فرم اور شعبۂ زندگی سے متعلق چھوٹے بڑے افسر او رماتحت جس شخص سے بھی بات کریں وہ اپنی کسی نہ کسی بے کلی اور بیقراری کا اظہار ضرور کرے گا۔ دنیا جہان کی بے شمار آسائشیں حاصل ہونے کے باوجود لوگوں کی اس ذہنی بے اطمینانی اور قلبی بے چینی کا سبب یہی ہے کہ سرچشمۂ تسکین، محبوبِ ازلی، مقصودِ حقیقی یعنی خالقِ کائنات سے لو لگانے کی بجائے لوگ مخلوق کی ناپائیدار اور پُر فریب محبت میں سرشار ہیں۔ وہ جس قدر اس عارضی دنیا اور اس کے سحر خیز سامانوں سے رغبت بڑھاتے ہیں۔ اسی قدر ان کی راحتِ قلب مفقود ہوتی چلی جاتی ہے "خوب سے خوب تر" کی تلاش انہیں ایک پل بھی آرام اور چین سے بیٹھنے نہیں دیتی۔ ایک کے بعد دوسری اور دوسری کے بعد تیسری چیز کو پا لینے کے خیال میں وہ سرگرداں رہتے ہیں۔ اس راہ میں جوں جوں ان کی تگ و تاز اور دوڑ دھوپ بڑھتی چلی جاتی ہے۔ سکونِ قلب بھی کوسوں ان سے دور ہوتا چلا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ انہیں نیند کی دیوی کو بھی خواب آور گولیاں کھا کر ہی بلانا پڑتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ جن لوگوں کو منبعِ حُسن و احسان، ربِ رحمان و منان سے کوئی تعلق نہیں ہوتا جن کے دل اس ربِ کریم کی نعمتوں پر شکر بجالانے کے جذبہ سے عاری ہوتے ہیں وہ صبر و قناعت کی دولت سے محروم ہو کر دیوانہ وار اپنی لامحدود خواہشوں کے پیچھے بھاگتے نظر آتے ہیں۔ ان کی کیفیت غالب کے اس شعر کی سی ہوتی ہے۔ ؎

ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے
بہت نکلے مرے ارمان لیکن پھر بھی کم نکلے

درحقیقت دلوں کو حقیقی طمانیت و سکون اور راحت و تسکین وہ خدا ہی عطا کر سکتا ہے جو دلوں کو پیدا کرنے والا ہے۔ آئیے ہم خالقِ کائنات کی نازل فرمودہ آخری و دائمی شریعت اور کامل ترین کتاب (قرآن کریم) میں بے اطمینانی ایسے روحانی مرض کا نسخہ تلاش کریں کہ ہر روحانی مرض کا تریاق صفت و شفا بخش علاج صرف اسی کامل صحیفہ آسمانی میں پایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے کلامِ پاک میں اس نسخہ کو ان الفاظ میں ذکر فرماتا ہے کہ

أَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ۝ (الرعد ع ۴)

یاد رکھو اللہ کی یاد اور ذکر سے ہی دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کی ذہنی پریشانی اور بے اطمینانی کو دور کرنے کے اس اکسیر نسخہ کو استعمال کرنے کی اپنے بندوں کو بار بار تاکید فرمائی ہے۔ چنانچہ مندرجہ ذیل قرآنی آیات ملاحظہ فرمائیں

۱۔ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ ۝

اور تو اپنے نفس میں اپنے رب کو عجز اور خوف کے ساتھ یاد کرتا رہا کر اور دھیمی آواز سے بھی صبح بھی اور شام بھی (ایسا کیا کر) اور کبھی غفلت کرنے والوں میں شامل نہ ہو۔

۲۔ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ (جمعہ ع ۲)

اور اللہ کو بہت یاد کیا کرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

اللہ تعالیٰ ایسے گھروں کو جن میں اس کا ذکر ہوتا ہے پُرنور گھر قرار دیتا ہے اور ان کو خاص عزت بخشتا ہے فرماتا ہے کہ

فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ۝ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ ۝ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۭ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ (النور ع ۵)

ترجمہ۔ یہ (دیئے) ایسے گھروں میں ہیں جن کے اونچا کئے جانے کا خدا نے حکم دے دیا ہے اور ان میں خدا کا نام لیا جاتا ہے (اور) ان میں اس کی تسبیح کی جاتی ہے۔ دن کے وقتوں اور شام کے وقتوں میں بھی (یہ ذکر کرنے والے) کچھ مرد ہیں جن کو اللہ کے ذکر سے اور نماز کے قائم کرنے سے اور زکوٰۃ کے دینے سے نہ تجارت اور نہ سودا بیچنا غافل کرتا ہے۔ وہ اس دن سے ڈرتے ہیں جس میں دل الٹ دیئے جائیں گے اور آنکھیں پلٹ جائیں گی نتیجہ یہ ہوگا کہ اللہ ان کو ان کے اعمال کی بہتر سے بہتر جزا دے گا۔ اور ان کو اپنے فضل سے (مال و اولاد میں) بڑھا دے گا اور اللہ جس کو چاہتا ہے بغیر حساب کے رزق دیتا ہے۔

ان آیات میں ہر اس انسان کو جو حقیقی فلاح و کامیابی سے ہمکنار ہونا چاہتا ہے، عزت و رفعت کا خواہاں ہے۔ اور حقیقی مسرت و شادمانی سے بہرہ ور ہونے کا ارادہ رکھتا ہے۔ یہ طریق بتایا گیا ہے کہ تم اپنے ہر کام میں رضائے الٰہی کو مقدم

رکھو۔ اپنے تمام اوقات، تمام حرکات وسکنات اور جملہ امور میں خدا کو یاد رکھو۔ ہر لمحہ اسی کی اطاعت میں گزارو۔ اور کوئی کام بھی اس کے منشاء کے خلاف نہ کرو۔ جب بھی کوئی کام کرنے لگو تو غور کرلو کہ قرآنی تعلیمات اور الٰہی احکامات کی رو سے تمہیں اس کام کو کس طریق پر کرنا چاہیئے۔ جب تم ہر موقعہ پر خدا تعالےٰ کو یاد رکھ کر اسکے احکام کی تعمیل کرتے ہوئے صراطِ مستقیم کو اختیار کروگے تو تمہارا دل خوشی ومسرت کے حقیقی جذبات سے سرشار ہوجائے گا اور تمہارے چہروں پر حقیقی طمانیت وانبساط کا نور ہویدا ہوگا۔ غور کیجئے کہ اللہ والوں پر مشکلات ومصائب اور مخالفت کے پہاڑ ٹوٹ پڑتے ہیں تو وہ تنہائیوں میں خدائے قادر وکریم کے حضور جھک کر اپنے عجز وانکسار اور آنسوؤں کا نذرانہ اس کے حضور پیش کرتے ہیں۔ لیکن جب وہ دنیا اور اہلِ دنیا کے سامنے آتے ہیں۔ تو وہ یہ دیکھ کر حیران وششدر رہ جاتے ہیں کہ ان کے چہروں پر غیر معمولی بشاشت اور دلآویز مسکراہٹ کھیل رہی ہوتی ہے۔ ان کی شخصیت میں زبردست وقار واطمینان ہوتا ہے۔ آخر اس کی کیا وجہ ہے؟ یہی کہ ان کا اپنے خالق و مالک حقیقی سے گہرا تعلق ہوتا ہے۔ وہ اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے۔ سفر میں اور حضر میں ہر لمحہ اپنے رب کی یاد میں مگن رہتے اور اس کے احکام کی اطاعت کرتے ہیں۔ ان کی کیفیت "دست در کار و دل با یار" والی ہوتی ہے اور وہ ایک لحظہ بھی ذکرِ خدا اور یادِ الٰہی سے غافل نہیں ہوتے کیونکہ وہ اسے کفر خیال کرتے ہیں۔ کفرانِ نعمت سمجھتے ہیں اور یقین رکھتے ہیں کہ "جو دم غافل سو دم کافر"۔ پس ایسے پیاروں کو خدا اپنی گود میں لے لیتا ہے۔ وہ ان کے دوستوں کا بھی دوست اور دشمنوں کا دشمن ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کے ایک لاکھ ۲۰ ہزار سے زائد انبیاء کرام، لاکھوں مقدسوں اور اولیاء کے تجربات اور سوانح حیات اس زندہ حقیقت پر گواہ ہیں کہ دنیا کی کوئی بڑی سے بڑی مخالفت بھی ان کے چہروں کی مسکراہٹ نہیں چھین سکتی۔ اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔ کیونکہ اولیاء اللہ کو نہ تو پیش آمدہ پُرخطر حالات اور ہولناک مصائب ہی کا کچھ خوف ہوتا ہے۔ اور نہ ہی ماضی کا کوئی نقصان انہیں حزن وملال میں مبتلا کرکے آئندہ ترقیات سے روک سکتا ہے۔ پس یہ ایک حقیقت ہے کہ برگزیدہ بندگانِ حق ذکرِ الٰہی سے کبھی غافل نہیں ہوتے۔ اور اپنے عجز وانکسار اور عبودیت کے مقام کو نہیں بھولتے۔ ربِّ اکبر ان کے اس مقام کو یوں واضح فرماتا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيُسَبِّحُوْنَهٗ وَلَهٗ يَسْجُدُوْنَ ۝ (اعراف ع ۲۴)

جو لوگ تیرے رب کے پاس ہیں (یعنی اس کے مقرب ہیں) یقیناً اپنے رب کی عبادت سے اپنے آپ کو بڑا نہیں سمجھتے۔ اور اسکی تسبیح کرتے رہتے ہیں۔ اور اسکے سامنے سجدے کرتے رہتے ہیں۔

ہمارے آقا حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم تقوےٰ وطہارت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہونے کے باوجود اپنے رب کے ذکر وشکر میں ہمہ وقت مصروف رہتے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے ایک دفعہ حضور سے پوچھا یا رسول اللہ آپ ہر قسم کے گناہوں سے معصوم ہیں تو پھر عبادت وریاضت میں کیوں اس قدر تکلیف اٹھاتے کہ نماز میں کھڑے کھڑے آپؐ کے پاؤں سوج جاتے ہیں۔ حضورؐ

یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

احباب سارے آئے تو نے یہ دن دکھائے　　تیرے کرم نے پیارے یہ مہرباں بلائے
یہ دن چڑھا مبارک مقصود جس میں پائے　　یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

مہماں جو کر کے الفت آئے بصد محبت　　دل کو ہوئی ہے فرحت اور جاں کو میری راحت
پر دل کو پہنچے غم جب یاد آئے وقت رخصت　　یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

دنیا بھی اک سرا ہے بچھڑے گا جو ملا ہے　　گر سو برس رہا ہے آخر کو پھر جدا ہے
شکوہ کی کچھ نہیں جا یہ گھر ہی بے بقا ہے　　یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

اے دوستو پیارو ! عقبیٰ کو مت بسارو　　کچھ زاد راہ لے لو کچھ کام میں گذارو
دنیا ہے جائے فانی دل سے اسے اتارو　　یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

جی مت لگاؤ اس سے دل کو چھڑاؤ اس سے　　رغبت ہٹاؤ اس سے بس دور جاؤ اس سے
یارو یہ اژدھا ہے جاں کو بچاؤ اس سے　　یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

(درثمین)

ڈائیٹل نصرت آرٹ پریس ربوہ میں چھپا